نقد و بحث گذشتہ سے پیوستہ

مولانا ابو السلام محمد صدیقی

حافظ عبداللہ محدث روپڑی کا فتویٰ

اور

مولانا عزیز زبیدی کا تعاقب

اس کے علاوہ آپ کا حاضر فی الذہن ہونا ان لوگوں کی نسبت تو درست ہو سکتا ہے جنہوں نے آپ کو دیکھا ہے کیونکہ ان کے ذہن میں آپ کی خاص صورت و شکل حاضر ہو سکتی ہے۔ لیکن جنہوں نے آپ کو نہیں دیکھا ان کے ذہن میں تو آپ کی صفات ہیں جو کلیات ہیں جن میں تعین اور اور تشخص نہیں تو پھر آپ بعینہٖ حاضر کس طرح ہوئے اور جب آپ بعینہٖ حاضر نہ ہوئے اور صرف آپ کی صفات ہوئیں۔ جو کلیات ہیں تو ان کے نزدیک بھی حاضر فی الذہن ھذا کا حقیقی معنی نہ ہوا اس سے بھی معلوم ہوا کہ عینیؒ کا خیال درست ہے اور اگر بالفرض مان لیا جائے کہ حاضر فی الذہن ھذا کا حقیقی معنی ہو گا۔ پس اس صورت میں عینیؒ اور حافظ ابن حجر برابر ہوں گے کیونکہ لفظ جب دو معنوں کے درمیان مشترک ہو تو بغیر دلیل کے کسی کو نہیں لے سکتے نہ حافظ ابن حجر کا مذہب ثابت ہوا نہ عینی کا۔ ہاں عینی کے مذہب کو ایک اور طرح سے ترجیح ہو سکتی ہے وہ یہ کہ حاضر فی الذہن کو ھذا کا حقیقی معنی ماننے کی صورت میں لازم آتا ہے کہ ھذا دو معنوں میں مشترک ہو اور اگر حاضر فی الذہن کو مجازی معنی قرار دیں تو اس صورت میں ھذا حقیقت مجاز ہو گا اور عربیت کا یہ قاعدہ ہے کہ جب ایک لفظ اشتراک اور حقیقت مجاز کے درمیان دائر ہو تو حقیقت مجاز کی کثرت ہے۔ پس کثرت پر حمل ہو گا۔ اس بنا پر بھی عینی کے مذہب کو ترجیح ہوئی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مکشوف ہونا ہی غالب رہا۔

اس عبارت میں فریب نظر آنے لگتا ہے ایسا ہی ہے جیسا ذوالقرنین کے قصہ میں قرآن مجید

میں مذکور ہے وجدها تغرب فی عین حمئة یعنی ذوالقرنین نے سورج کو سمندر میں غروب ہوتے پایا اس پر مفسرین نے لکھا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ واقعی سورج سمندر میں غروب ہوتا ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ ذوالقرنین کو اسی طرح دکھائی دیا۔ ٹھیک اسی طرح ہماری عبارت ہے۔ اس میں یہ کہاں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الواقعہ ہر ایک قبر میں حاضر ہوتے ہیں۔

وکم من عائب قولا صحیحا وآفته من الفهم السقیم۔

مسئلہ مذکورہ کے بارہ میں محدث روپڑی نے اس بات کو ترجیح دی کہ سوال هذا الرجل میں هذا کا مشار الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے صفات نہیں۔ محدث روپڑی کی اس تحقیق پر جہاں مولانا عبد الجلیل سامرودی نے تعاقب کیا ہے وہاں مولانا محمد جوناگڑھی مرحوم نے بھی چند اعتراضات کیے ہیں۔

مولانا محمد جوناگڑھی محدث روپڑی کی اس تحقیق پر مولانا محمد جوناگڑھی نے حسب ذیل اعتراضات کیے ہیں۔

۱۔ محترم مولانا حافظ صاحب! ذرا ایک بات تو بتلائیں کہ چودہ سو سال کے بعد کے آنے والے کے سامنے چودہ سو برس پہلے کا کوئی شخص جسے کبھی اس نے دیکھا نہ ہو کھڑا کر دیا جائے اور اس سے پوچھا جائے کہ یہ کون ہے؟ تو کیا عقل باور کرتی ہے کہ وہ صحیح جواب دے گا۔

۲۔ یہ مان لینے سے کہ حضورؐ قبر میں لائے جاتے ہیں آپ کی تشبیہ پیش کی جاتی ہے۔ سوال وجواب میں وہ لطافت ہی باقی نہیں رہتی۔ جو شریعت نے رکھی ہے۔

۳۔ جناب! محض لفظ ہذا کو جو اس موقع پر مثل متشابہ کے لیے لے کر صراحت کو جو من نبیک وغیرہ میں مثل محکمات کے ہے چھوڑ دیا تو شاید آپ اتباع سلف میں داخل نہ کر سکیں۔

۴۔ کیا جناب نے یہ بھی خیال کیا کہ جب پہلے ہی حضورؐ کو ہر جگہ حاضر ناظر مانتے ہیں آپ کیا کچھ ہتھیار دے رہے ہیں۔

۵۔ کیا اس قسم کے الفاظ ایسے مسائل کے استخراج کے لیے کافی ہیں؟ کیا قبرستان کے سلام کا خطاب مردوں کے حواس اور سننے والے مثل زندوں کے ہونے کے لیے بس ہے۔

۶۔ کیا ربی وربك الله کا خطاب چاند سے کرنا اس لیے بھی کوئی کمال قدرت ثابت

کرنے کے لیے کافی ہے۔

۷۔ اگر نہیں تو کیا جناب کے پاس قرآن و حدیث سے مذہب سلف سے کوئی ایسی دلیل ہے جس سے حضورؐ کا ہر گورے کالے۔ مسلم، کافر۔ عربی عجمی کی قبر میں پھیرے کرنا اور موجود ہونا ثابت ہوتا ہو۔

۸۔ لفظ ھذا اگر موجود شئے کی طرف اشارہ کے لیے ہی ہے تو پھر اوصاف بیان کرنے کی چنداں ضرورت ہی نہ تھی جو اتنا لمبا سوال ہو جائے۔

۹۔ لفظ ھذا پر اتنا اصرار کرنا صرف اس کے لفظی معنیٰ کی وجہ سے ہے کہ عقائد اسلام اور اجماعِ صحابہؓ اور ضروریاتِ دین کے فوت ہونے پر بھی اس لفظ کو اس معنی سے نہ ہٹایا جائے تو پھر اسی کے سوال کے جواب کے لفظ ھُوَ پر بھی اعتماد کیوں نہیں کرتے وہ تو غائب کی ضمیر ہے پس مان لیجیے کہ حضورؐ غائب ہو جاتے ہیں۔ موجود نہیں ہوتے۔

۱۰۔ آخری ایک اور چیز سن لیجیے اور مجھے محترم حافظ صاحب کی انصاف پسندی اور راستی والی طبیعت سے امید ہے کہ اس کے بعد آپ اپنی جملہ تحریروں کو واپس لے لیں گے وہ یہ ہے کہ یہاں لفظ ھذا معنیٰ میں ذٰلک کے ہے۔ یعنی اسم اشارہ قریب کے لیے نہیں بلکہ بعید کے لیے ہے اور اسم اشارہ قریب کا بعید کے لیے اور بعید کا قریب کے لیے لغتِ عرب میں مستعمل ہے۔ قرآن میں ہے ذٰلک الکتب لا ریب فیہ اس کی تفسیر میں ابنِ عباس سے مروی ہے کہ ذٰلک معنیٰ میں ھذا کے ہے۔ ملاحظہ ہو تفسیر محمدی ترجمہ ابن کثیر پارہ اول ص۴۲ پس جیسے ذٰلک معنیٰ میں ھذا کے آتا ہے ویسے ہی ھذا معنیٰ میں ذٰلک کے بھی مستعمل ہے۔ پس یہاں دوسری حدیثوں کی تشریح کے مطابق لفظ ھذا معنیٰ میں ذٰلک کے ہے۔ چنانچہ تفسیر محمدی ترجمہ ابن کثیر کے اسی صفحہ میں ہے یہ دونوں لفظ قائم مقام عربی زبان میں اکثر آتے رہتے ہیں۔ حضرت امام بخاریؒ نے ابوعبیدہؒ سے بھی یہی نقل کیا ہے۔ عربی کی تفسیر کے الفاظ بھی ملاحظہ فرمالیں فتستعملان کل منہما مکان الاخر وھذا معروف فی کلامھم وقد حکاہ البخاری عن معمر المثنیٰ عن ابی عبیدۃ جلد اول مصری ص۳۶۔ مولانا کا سارا مدار اس لفظ پر تھا اور یہ لفظ دور کے اشارہ کے لیے بھی آتا ہے۔ اب وہ نیو ہی نہ رہی جس پر کشف کی یا شبیہ کی یا حاضری کی عمارت کھڑی کی جائے۔

۱۱۔ قرآن میں ہے ذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمْ تو کیا اس میں بھی اللہ تعالیٰ کا وجود سامنے موجود تھا جس کی طرف اشارہ ہوا۔

۱۲۔ حاشیہ تہذیب میں صراحت ہے کہ لفظ ھذا سے اشارہ کبھی غیر موجود و غیر محسوس غیر شاہد کی طرف بھی ہوتا ہے۔ امید ہے کہ ان درجن بھر دلیلوں پر مکرم حافظ صاحب مزید غور فرمائیں گے۔ والسلام اخبار محمدی یکم مارچ ۱۹۳۶ء

محدث روپڑی کا جواب

۱۔ چودہ سو برس کے بعد آنے والے کا پہچاننا، اس کا حل ہم نے پہلے ہی کر دیا تھا۔ غالباً آپ کی نظر سے وہ مضمون نہیں گزرا۔ ہم نے لکھا تھا۔

"جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود باجود کو دیکھ کر پہچان لیں گے کہ یہ خدا کے رسول ہیں۔ کیونکہ احادیث میں آیا ہے کہ مومن جب کہے گا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں تو منکر نکیر کہیں گے کہ تجھے کس طرح معلوم ہوا کہ یہ اللہ کے رسول ہیں تو وہ جواب میں کہے گا کہ میں نے اللہ کی کتاب پڑھی پس اس پر ایمان لایا اور ان کی تصدیق کی یعنی اللہ کی کتاب میں جو ان کے اوصاف یا ان کا حلیہ بتایا گیا ہے اسے دیکھ کر مومن فراست ایمانی سے اندازہ کرلے گا کہ یہ وہی رسول ہیں جن پر میں ایمان لایا ہوں۔"

ہاں بعض میتوں کو اس میں تردد ہوتا ہے تو وہ اَمحمَّدٌ یا اَیُّ رَجُلٍ کہہ کر سوال کرتی ہیں چنانچہ ابن مردویہ وغیرہ کی حدیث کے ذیل میں اس کی تفصیل ہو چکی ہے۔

۲۔ حضورؐ قبر میں نہیں لائے جاتے بلکہ درمیان سے پردہ اٹھایا جاتا ہے۔ جس سے آپ میت کے سامنے ہو جاتے ہیں۔

۳۔ تنظیم مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۳۶ء میں تفصیل ہو چکی ہے کہ سوال کی چار صورتیں ہیں۔ ایک ھذا الرجل (معرفہ) کے ساتھ خواہ اس کے ساتھ آپ کا نام یا کوئی صفت ہو یا نہ ہو۔ دوم رجل نکرہ کے ساتھ اس میں نام یا صفت کا ہونا ضروری ہے جیسے رجل یقال لہ محمد ما ھو سوم من کے ساتھ جیسے من نبیک یا من الرسول الذی

بعث الیکم چہارم شہادت کے ساتھ ما شہادتک تفسیر ابن کثیر جلد ۵ ص ۲۹۵، ۲۹۶

یہ چاروں صورتیں الگ الگ ہیں۔ اگر ان سے من نبیک وغیرہ محکمات سے ہو تو اس سے یہ کس طرح ثابت ہوا کہ ھذا کی صورت میں کشف نہیں۔ پھر ھذا کو متشابہ کہنا یہ بھی ٹھیک نہیں۔ کیونکہ متشابہ وہ ہے جس کے معنی میں اشتباہ ہو اور اس کی تعیین نہ ہو اور ھذا کا معنیٰ معلوم ہے۔ اس میں کوئی اشتباہ نہیں۔

۴۔ اس کا جواب نمبر ۲ میں آگیا ہے کہ آپ قبر میں نہیں لائے جاتے۔

۵-۶۔ ہمارا مُردوں کو یا چاند کو خطاب کرنا دنیوی معاملہ ہے اور فرشتوں کا ھذا کے ساتھ میت سے سوال کرنا اخروی معاملہ ہے۔ اس لیے اس کا قیاس مُردوں کے یا چاند کے خطاب پر صحیح نہیں ہے۔

۷۔ قبر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھیرے کرنے کے ہم قائل نہیں۔

۸۔ بعض میتوں کو آپ کے چہرہ مبارک پر نظر پڑنے سے کچھ تردد رہتا ہے تو ان کے لیے اوصاف کی ضرورت پڑتی ہے۔ چنانچہ ابن مردویہ وغیرہ کی حدیث کے ذیل میں گزر چکا ہے۔

۹-۱۰۔ ہمیں معلوم نہیں ہوا کہ ھذا کے لفظی معنیٰ لینے میں کون سے عقائدِ اسلام اور اجماعِ صحابہ اور ضروریاتِ دین فوت ہوتے ہیں اور ضمیر غائب سے غائب سمجھنا یہ مولوی عبد الجلیل کی طرح آپ کی ڈبل غلطی ہے۔ اسی طرح اشارہ بعید کے کیے گئے معنیٰ سے غائب سمجھنا ڈبل غلطی ہے۔ دیکھیے آفتاب کتنی دور ہے مگر دن میں سامنے ہے غائب نہیں۔ پھر ھذا کو ذٰلک کے معنیٰ میں لینا مجاز ہے۔ اس کے لیے آپ نے اس جگہ کوئی قرینہ بیان نہیں کیا۔ اگرچہ ہمارا یہ خیال نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واقعہ میں قریب ہوتے ہیں۔ ہاں یہ خیال ہے کہ میت کو قریب معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن اگر ھذا کو ذٰلک کے معنی میں لینے پر کوئی قرینہ ہو تو ہم بعید کے قائل ہو جائیں گے۔ مگر اس سے غائب کا ثبوت کسی طرح نہیں ہوتا۔

۱۱۔ ذالکم اللہ ربکم کا جواب وہی ہے جو امن ھذا الذی ھو جند لکم کا اوپر بیان ہوا ہے۔

۱۲۔ تہذیب کے حاشیہ میں جو کچھ لکھا ہے وہ مجازی معنیٰ ہے جس کے لیے قرینہ کی

ضرورت ہے۔ حدیث میت میں کوئی قرینہ نہیں۔ پھر بلا قرینہ کیونکر مراد ہو سکتا ہے
پس درجن بھر دلیلیں نام ہی کی ہیں۔ کام کی نہیں۔ (عبد اللہ امرتسری)

ناظرین اس بات کو بخوبی یاد رکھیں کہ ہم محدثین کے شیدائی ہیں اور ہمارا ہر وقت نصب العین ہی مسلک ائمہ محدثین ہے۔ مگر جب ائمہ محدثین نے ایک مسئلہ میں کلام ہی نہ کی ہو اور کئی صدیوں بعد ایک حدیث کی تشریح میں علماء کا اختلاف ہو گیا ہو۔ ایک طرف علامہ عینی وغیرہ ہوں جو مکشوف ہونے کے قائل ہوں اور دوسری طرف حافظ ابن حجر وغیرہ ہوں جو اس کے خلاف ہوں۔ تو ان سے ایک جانب کو ائمہ حدیث کا مسلک قرار دے کر دوسری جانب اختیار کرنے والے پر مخالف محدثین کا الزام قائم کرنا یہ مولوی عبد الجلیل صاحب کی خوش فہمی ہے۔ ورنہ کسی اصول کے تحت یہ ائمہ محدثین کا اصول نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ ائمہ حدیث کا مسلک کوئی جدید امر نہیں بلکہ سلف سے چلا آتا ہے (اگر مولوی عبد الجلیل صاحب میں جرأت ہے تو سلف کا مسلک اس میں بتائیں۔ کیونکہ ائمہ محدثین کا مسلک سلف کی روش ہے۔ اگر سلف سے کسی ایک کا قول بھی اس حدیث کی تشریح میں ثابت ہو جائے۔ جس میں میت سے ہذا کے ساتھ سوال کا ذکر ہے یا کسی حدیث میں اس امر کی تصریح ثابت ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبر میں مکشوف ہو کر سامنے نہیں ہوئے تو ہم آج ہی اپنے خیال سے رجوع کر لیں گے۔ لیکن جہاں دونوں باتوں میں سے ایک بھی ثابت نہ ہو۔ نہ کسی حدیث میں ان کی تصریح ہو نہ کسی سلف کا قول اس کی تشریح میں ثابت ہو تو ویسے ہی ائمہ محدثین کے خلاف رٹے لگائے جانا یہ سراسر اپنی خفت کرانا ہے۔)

حافظ ابن حجر نے فتح الباری جز ۴ ص ۴۸۶ میں لکھا ہے۔

لما اختلف الصحابة وجب الرجوع الی المرفوع یعنی جب صحابہؓ کا اختلاف ہو تو مرفوع کی طرف رجوع واجب ہوتا ہے۔

جب صحابہؓ میں اختلاف پیدا ہونے کی صورت میں مرفوع کی طرف رجوع واجب ہوتا ہے تو ساتویں آٹھویں صدی میں اختلاف پیدا ہونے کی صورت میں مرفوع کی طرف رجوع واجب نہ ہوگا۔ اگر واجب ہوگا تو بتائیے آپ نے کون سی مرفوع حدیث اس مسئلہ میں فیصلہ کن پیش کی ہے۔ تین مرتبہ تعاقب میں فیصلہ کن حدیث ایک بھی پیش نہیں کی نہ سلف سے کسی کا مسلک اس حدیث کی تشریح میں پیش کیا۔ خود ہی حافظ ابن حجرؒ وغیرہ کے خیال کو

ائمہ محدثین کا مسلک بنا رہے ہیں۔ اور آپ ہی حافظ ابن حجرؒ کی مخالفت کر رہے ہیں۔ یہ دورنگی کیسی؟

دورنگی چھوڑ کر یک رنگ ہو جا   سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

قبر میں میت سے جب ما تقول فی ھذا الرجل" الفاظ سے سوال کیا جاتا ہے تو ھذا کا مشار الیہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف ہیں یا آپ کی ذات مبارک ہے۔ حضرت محدث روپڑی نے دوسرے معنی کو ترجیح دی ہے۔ اس لیے کہ ھذا کا مشار الیہ محسوس مبصر اور قریب ہوتا ہے یہ ھذا کا حقیقی معنی ہے۔ عالم برزخ میں ھذا کا یہ حقیقی معنی نہ عادت کے خلاف ہے نہ مشاہدہ کے۔

زیر نظر مضمون میں محدث روپڑیؒ نے مولانا عبدالجلیل کے تعاقب کا جواب دیتے ہوئے لکھا ہے کہ ما تقول فی ھذا الرجل کی تفسیر میں نہ کوئی مرفوع حدیث ہے اور نہ سلف میں سے کسی کا قول جس میں ہو کہ ھذا کا مشار الیہ صفات ہے ذات نہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:۔

اگر میرے اڑنے کے یہ معنی ہیں کہ میں اپنے خیال پر قائم ہوں تو اس معنی سے آپ بھی اڑے ہوئے ہیں۔ پھر آپ کا یہ کہنا کہ عدم کشف اصل ہے۔ اگر اس کا یہ مطلب ہے کہ ممکنات میں پہلے عدم ہوتا ہے اور وجود کے لیے علت کی ضرورت ہے تو یہ درست ہے مگر یہاں اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اور اگر یہ مطلب ہے کہ وجود پر دلیل نہ ہو تو عدم کا اعتقاد رکھنا چاہیے تو یہ اس محل میں بالکل غلط ہے کیونکہ آخرت کا معاملہ ہماری آنکھوں سے غائب ہے ہم اپنے خیال سے نہ کشف کہہ سکتے ہیں۔ نہ عدم کشف اسی بنا پر مولانا اسماعیل شہیدؒ فرماتے ہیں:۔

ما اثبتہ الشارع فھو ثابت وما نفاہ فھو منفی وما سکت عنہ فھو بین ان یکون وبین ان لا یکون۔

یعنی جو شے شارع نے ثابت کی وہ ثابت ہے اور جس شے کی نفی فرمائی وہ غیر ثابت ہے اور جس سے سکوت کیا وہ محتمل ہے ہو یا نہ ہو۔

(جاری ہے)

عرب ممالک سے پاکستان میں نایاب کتب کی درآمد

تفسیر قرطبی کامل مجلد ۱۲۰۰/-
تفسیر طبری مع نیشاپوری کامل مجلد ۱۴۰۰/-
تفسیر کشاف کامل مجلد ۳۵۰/-
تفسیر کبیر امام رازی مع ابو مسعود کامل مجلد ۱۴۰۰/-
احکام القرآن للجصاص کامل ۲۲۵/-
احکام القرآن للشافعی کامل مجلد ۱۰۰/-
المستدرک للحاکم کامل مجلد ۹۰۰/-
مسند امام احمد بن حنبل مع منتخب کنز العمال کامل مجلد } ۷۵۰/-
کنز العمال علی السنن اقوال کامل مجلد ۲۲۰۰/-
سنن کبریٰ بیہقی کامل مجلد ۲۰۰۰/-
عمدۃ القاری شرح بخاری کامل مجلد ۱۲۰۰/-
فتح الباری شرح البخاری کامل مجلد ۱۲۰۰/-
ارشاد الساری شرح بخاری مع صحیح مسلم بشرح نووی کامل مجلد } ۹۰۰/-
لسان العرب فی لغۃ العربیہ کامل مجلد ۱۵۰۰/-
المبسوط للسرخسی کامل مجلد ۱۷۰۰/-
تاریخ بغداد للخطیب کامل مجلد ۱۴۰۰/-
تاریخ الکبیر امام بخاری کامل مجلد ۶۴۰/-
الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم کامل مجلد ۸۵۰/-
الطبقات الکبریٰ لابن سعد کامل مجلد ۷۵۰/-

البدایہ والنہایہ لابن کثیر کامل مجلد ۷۵۰/-
تہذیب التہذیب کامل مجلد ۱۱۰۰/-
لسان المیزان کامل مجلد ۷۰۰/-
خلاصہ تذہیب الکمال ۱۲۵/-
شذرات الذہب لابن عماد ۸۰۰/-
الروضتین فی اخبار دولتین ۱۷۵/-
مشکل الآثار طحاوی ۴۵۰/-
کشف الظنون مع ذیل ۸۰۰/-
حلیۃ الاولیاء لابی نعیم ذیول ۸۰۰/-
دلائل النبوۃ لابی نعیم ۹۴/-
البدر الطالع للشوکانی ۱۰۰/-
الاصابہ فی تمیز الصحابہ مع الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب } ۵۵۰/-
المدونۃ الکبریٰ امام مالک ۷۰۰/-
زاد المعاد لابن قیم مجلد ۱۲۰/-
اغاثۃ اللہفان لابن قیم مجلد ۵۵/-
تذکرۃ الحفاظ مع ذیل ۳۵۰/-
کتاب المجروحین لابن حبان ۹۴/-
المغنی لابن قدامہ ۱۰۰۰/-
تفسیر بحر المحیط کامل ۹۰۰/-
المدخل لابن الحاج مالکی ۱۵۰/-

محمد شفیع مدیر مکتبہ علوم عربیہ تاجر کتب

ڈی-2563 - کوچہ ڈوگراں، اندرون شاہ عالمی، نزد یا تارہ لاہور